رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۷ | مورخہ ۱۸ - نومبر ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۴ صفر ۱۳۳۸ھ | نمبر ۴۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ اور درس قرآن کریم شروع فرما دیا ہے۔

۱۵ - ۱۶ - نومبر کی درمیانی رات کو احمدیہ سٹور کا ملازم ایک یکہ پر بٹالہ سے آرہا تھا۔ جس کے پاس قریباً آٹھ سو روپیہ کے نوٹ تھے۔ جب یکہ موضع وڈالہ جو بالکل لب سڑک ہے سے آگے گزرا۔ تو تھوڑے ہی فاصلہ پر کئی آدمیوں نے اسے گھیر لیا۔ اور ملازم سٹور اور یکہ بان کو دھمکا کر روپے چھین لئے۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے۔ دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اسوقت تک اسی موضع کے قریب اس قسم کی کئی وارداتیں ہو چکی ہیں ذمہ دار حکام کو اس طرف خاص طور پر متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور ایسے جرائم کے انسداد کے لئے ...

نامہ لنڈن

آٹھ مرد احمدیت میں داخل ہوئے

(نوشتہ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر) ۸ - اکتوبر ۱۹ء

ملاقاتیں ہفتہ زیر رپورٹ میں چند غیر احمدی نومسلم انگریز خواتین اور بعض ہندوستانی تعلیم یافتہ اصحاب ملاقات کے لئے مکان پر آئے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات احمدی و غیر احمدی میں فرق وغیرہ مسائل پر گفتگو رہی۔ غیر احمدی دوستوں سے ملنے پر یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ کوئی خفیہ کوشش متواتر جد و سعی کے ساتھ لوگوں کو یہ بتا رہی ہے کہ "احمدی ہندوستان اور مسلمانوں کے دشمن ہیں"۔ اور بدقسمت غلط کار لوگ "نور" کو تاریکی اور "محسن" کو دشمن بتا کر ناواقف لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ کاش! یہ جانتے کہ منہ کی پھونکوں سے خدا کا نور نہیں بجھ سکتا۔ اور اس کا وعدہ ہے کہ:-

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

ملنے والوں کے خیالات کی ہم نے اصلاح کی ہے۔

علاوہ ان اصحاب کے نومسلم احمدی مرد و عورتوں سے ان کے گھروں پر جا کر ملاقات کی۔ اور دینی معاملات پر بات چیت کر کے ان کے ایمان کو تازہ کرنے کی سعی کی۔

تقریریں احمدیہ ہال میں خاکسار کی تقریر "ضرورت القرآن" پر ہوئی جس طرح میری تقریر "افعال اللہ" پر خوب مباحثہ ہوا تھا۔ اسی طرح اس تقریر کے بعد بھی آدھ گھنٹہ تک خوب سرگرمی سے مباحثہ رہا۔ اس میں اخویم محمد سلمان فیتھ اور بوڑھے آزاد خیال مسٹر میکڈونلڈ نے خوب حصہ لیا اول الذکر نے ایمان کے جوش اور موخر الذکر نے تلاش حق کی تڑپ کا اظہار کیا۔

.... ناظمہ دار الامان میں فوت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

مرکزی تقریر کے علاوہ فوکسٹن میں جمعہ کے دن تھیوسوفیکل سوسائٹی میں "اسلام" پر اور "ایڈلٹ سکول" میں ہندو خان میں محبت" پر جناب چودہری فتح محمد سیال کے دو لیکچر ہوئے جن کو حاضرین نے نہایت توجہ سے سُنا۔ اور میر مجلس نے کہا یہ تقریریں کوئی ایسا امر نہیں جس سے ہمیں اتفاق نہ ہو۔"

حضرت مفتی صاحب و قاضی صاحب

حضرت مفتی صاحب لنڈن سے باہر ساحل سمندر پر ہیں۔ وہاں تقسیم لٹریچر اور تقریر سے تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر اور اس کی بیوی اور چند دیگر معززین احمدیت میں دلچسپی لینے لگے ہیں۔ اخوم قاضی صاحب کی صحت نسبتاً اب اچھی ہے۔ اور میرے ساتھ برابر کام میں حصہ لیتے ہیں۔

نو احمدی

ایتوار کے روز چند عرب اور سومالی مسلمان ملاقات کے لئے آئے۔ اور آدھ گھنٹہ تک سلسلہ عالیہ کے متعلق اس عاجز سے سنتے رہے۔ وفات مسیح بعثت مسیح موعود کے مسائل کو توجہ سے سنکر ان لوگوں نے حق کو قبول کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے ان کی دستخطی تحریریں حضرت کی خدمت میں بھجوادی ہے ان لوگوں نے ایک پونڈ ۔ ۲ شلنگ ۶ پنس سلسلہ کے اخراجات کے لئے چندہ دیا۔ جزاہم اللہ۔ اور آئندہ چندہ بھیجتے رہنے کا اقرار کیا۔ ان نو احمدی احباب کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) یوسف حماد (۲) عبداللہ ابراہیم (۳) عبدالسلام ابراہیم (۴) علی آدم (۵) فارح عبداللہ (۶) احمد (۷) محمد فارح (۸) محمد علی۔

احباب ان کے ازدیاد ایمان کے لئے دُعا فرماویں۔

چند احمدی خواتین

ہفتہ رواں میں جن احمدی نو مسلم خواتین کے خطوط ملے ہیں۔ یا ملاقات ہوئی ہے۔ انکی طرف سے دُنیا کے احمدیوں کی طرف مندرجہ ذیل پیغامات ہیں۔ (۱) سلمہ کر اکسفورڈ میں بہت مسرور ہوں۔ مگر میرے احمدی احباب دین کے لئے تکالیف اُٹھانے اور ثبات قدم رکھنے کے باعث میرے دل کی آنکھ کے سامنے رہتے ہیں۔ میرا سب کو سلام پہونچادیں۔"

(۲) "کیتھرین فاطمہ" میں ایک غریب نو مسلم انگریز لڑکی ہوں میں پہلے تو اپنے میاں کی خاطر مسلمان ہوئی تھی۔ مگر اب میں اسلام کی خاطر سے مسلمان ہوں۔ اور احمدیت کی خوبیاں میرے دل میں گھر کر رہی ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ میں اسلام پر تقریر کرنے لگ جاؤں۔ میرا سلام اور دعا کی درخواست ہے۔"

(۳) جمیلہ کلیرا کارڈن "میں غریب نو مسلم انگریز عورت ہوں۔ اپنی حالت پر خوش اور اپنے مذہب پر نازاں ہوں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک فرد اپنے پیارے دین کی جاں نثار ہوں۔ بعض تکالیف ہیں دعا کی خواستگار ہوں"

(۴) ہیلن مریم "نماز یاد کر رہی ہوں۔ کاش وہ دن جلد آوے۔ کہ میں قرآن پاک کا ترجمہ اپنی زبان میں کرسکوں"

درخواست دُعا

ایک احمدی نو مسلم تعلیم یافتہ خاتون بہت تکلیف میں ہے۔ اور ایکا میاں بالکل بیکار ہے۔ بچوں والی ہے۔ ہر دو نہایت الحاح کے ساتھ دُعا کی ملتجی ہیں۔

احباب کرام

جس خدا نے محمد عربی کو فوز کے ساتھ عرب میں اور جس نے احمد قادیانی کو پنجاب میں مبعوث کیا ہے۔ اس کی غیرت زوروں پر ہے۔ اس کے فرشتے کام کررہے ہیں۔ مسیحیت کا محل کھوکھلا ہو چکا ہے۔ لوگ سنتے ہیں توجہ سے سنتے ہیں۔ چنانچہ اسی ہفتہ میں آپکے اس خادم پر لنڈن کی بڑی موٹر گاڑی میں مذہب پر سوال ہونے شروع ہوگئے۔ عورتیں اور مرد نہایت شوق سے ہمہ تن گوش ہوکر سنتے رہے۔ گویا گاڑی ایک لیکچر ہال تھا۔ مگر روپیہ کی کمی سدراہ ہے۔ ہر چیز بہت خرچ چاہتی ہے روپیہ آنہ اور آنہ دمڑی ہے۔ آپ کی کوششیں قابلیان اور دعائیں ہماری دیانت۔ امانت اور محنت انشاء اللہ ضرور پھل لائیگی۔ اُٹھ مل کر بہت زور کے ساتھ کام کریں اور یقین کریں کہ:

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکارینگے مجھے
اب تو تھوڑی رہ گئے دجال کہلانیکے دن

چندہ

ہفتہ زیر رپورٹ میں نو مسلم احمدی احباب کی طرف سے ۱ پونڈ ۸ شلنگ ۹ پنس چندہ وصول ہوا

سٹرائکوں کا خاتمہ

مزدوری پیشہ جماعت کے اخبار ڈیلی ہیرلڈ کے ایک نامہ نگار نے چودہری فتح محمد سیال سے ریلوے سٹرائک کے متعلق گفتگو کی۔ اور ۷۔ اکتوبر کے ہیرلڈ میں مفصلہ ذیل نوٹ شائع ہوا ہے۔

"سٹرائکوں کا خاتمہ
احمدی نبی اللہ کے کلمات

ہمارا ایک نامہ نگار لکھتا ہے:۔

وہ مشرق کے ایک دانا سے گفتگو کرنے کی دعوت موصول ہونے پر اور انگلستان کے لوگوں کے نام مشرق کا ایک پیغام سننے کیلئے میں ایبے ویر روڈ پر گیا۔ اور میں نے اپنے تئیں ایک خاموش کمرہ میں خاموش مہذب ہندوستانی شریف آدمی سے دوچار پایا۔

مسٹر فتح محمد سیال ایم اے (جو "نبی احمد کا ایک خادم" ہونے کے سوا کسی اور لقب سے ملقب کیا جانا پسند نہیں کرتے) پنجاب سے آئے ہیں۔ اور اس پیغام کے حامل ہیں کہ "اگر ہم دین حقہ اسلام کو جس کی حضرت احمدؑ نے از سر نو آکر تعلیم دی ہے۔ قبول کرینگے۔ تو ہماری تکالیف کا خاتمہ ہو جائے گا"

ہم کو جنگوں سے سابقہ نہ پڑے گا۔ کیونکہ متمول لوگ ملک کو سود پر قرض روپیہ دینے کی بجائے مجبور ہونگے۔ کہ وہ زکوٰۃ دیں۔ اور اس طرح چونکہ اسلام ذات پات کی تمیز سے پاک ہے۔ مخصوص لکھ پتیوں کے گروہ مفقود ہو کر دولت کی مساوات تقسیم ہو جاویگی۔ انگلستان میں ایک سو کے قریب احمدی ہیں۔ اور مسٹر سیال کہتے ہیں کہ اگر ہم سب ایک ہو جائیں تو سٹرائکوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔"

اطلاع بخدمت سکرٹری شاخہائے صدر انجمن احمدیہ

برادران! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ چونکہ صدر انجمن احمدیہ کی رپورٹ از یکم اکتوبر ۱۹۱۸ء لغایت ۳۰ ستمبر ۱۹۱۹ء شائع ہونیوالی ہے اور جلسہ سالانہ میں انشاء اللہ پڑھی جاویگی۔ اسلئے آپ صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ بہت جلد اپنی اپنی انجمنوں کی سالانہ رپورٹ طبع ہونے کے واسطے بھجوادیں۔ خاکسار خلیفہ رشیدالدین جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۸ نومبر ۱۹۱۹ء

غیر مبائعین کے اشاعت اسلام کی حقیقت

حال میں مولوی محمد علی صاحب نے غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے ایک مضمون معنون "سلسلہ احمدیہ کی تباہی چاہنے والوں سے ایک بات" لکھا تھا۔ اور اس میں اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو اشاعت اسلام کرنیوالے قرار دیتے ہوئے پوچھا تھا۔ کہ کیا آپ لوگ حضرت مرزا صاحب کی اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ انہوں نے ہم لوگوں کو اشاعت اسلام کا کام کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اس کا مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار مورخہ ۲۴ - اکتوبر ۱۹ سنہ ء میں جو جواب دیا ہے وہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے لئے خاص طور پر قابل غور ہے۔ اور نہ صرف قابل غور ہی ہے۔ بلکہ لائق عبرت بھی ہے۔ کاش! یہ لوگ سمجھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت سے علیحدہ ہو کر غیروں کے آگے دست سوال دراز کرنے کی وجہ سے ایک طرف تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور دوسری طرف ایسے ایسے طعن و تشنیع کے ہدف بن رہے ہیں جن کے مقابلہ میں ان کو سر اٹھانے کی ہرگز جرأت نہیں ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے لکھا ہے:۔

"سنئے اپنی اشاعت اسلام کا جواب

(الف) آپ کی پارٹی اشاعت اسلام کرتی ہے۔ تو ہم بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ کیا آپ کو اس میں شک ہے کہ ہماری (محمدیوں کی) امداد سے تمہاری مشین کے پرپرزے چل رہے ہیں۔ کیا بیگم صاحبہ بھوپال احمدی (مرزائی) ہیں۔ کیا حضور نظام مرزائی ہیں۔ کیا مولوی امیر علی صاحب صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب وغیرہ جو ولایت لندن میں سینکڑوں پونڈ اس کام میں تم کو دے رہے ہیں۔ سب مرزائی ہیں۔ کیا مسٹر مشیر حسین قدوائی احمدی ہیں وغیرہ۔ غرض اشاعت اسلام کے پرپرزے جتنے ہماری طرف سے لگائے گئے ہیں۔ آپ سے کم نہیں۔ بلکہ بہت زیادہ۔

(ب) آپ کی پارٹی نے درحقیقت مرزا کو چھوڑ کر اشاعت اسلام کا کام اختیار کیا ہے۔ ثبوت اس کا خود تم لوگوں کی تحریروں سے ملتا ہے کہ ولایت وغیرہ مقامات پر مرزا صاحب کے خیالات اور دعاوی کا کوئی ذکر نہیں کرتے۔ بلکہ محض محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کرتے ہو۔ پھر یہ کام تمہارا بحیثیت محمدی ہوا۔ نہ بحیثیت احمدی۔

(ج) آپ کو یاد ہو گا کہ مرزا صاحب کی زندگی میں مولوی انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر وطن لاہور نے تحریک کی تھی کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کو خالص اسلامی رسالہ بنا دیا جائے۔ بایں طور کہ مرزا صاحب کے مشن اور دعاوی کا اس میں ذکر نہ ہو۔ تاکہ اس کی اشاعت کافی ہو سکے۔ اس پر عرصہ تک بحث ہوتی رہی آخر کار آپ (مولوی محمد علی) نے یہ اعلان کیا کہ ہم مرزا کی شخصیت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اب کیوں ولایت میں شخصیت مرزا کو چھوڑا بلکہ ہندوستان میں بھی جہاں جہاں لیکچر دیتے پھرتے ہو۔ مرزا کی شخصیت سب میں حرف علت کی طرح حذف ہوتی ہے"

مندرجہ بالا سطور میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ان لوگوں کی امداد کا نام بنام ذکر کر کے جو غیر احمدی ہیں اور حضرت مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) کاذب اور مفتری سمجھتے ہیں۔ یہ بتایا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی جس اشاعت اسلام کے مدعی ہیں۔ اس کے پرپرزے جتنے حضرت مرزا صاحب کے مخالفین نے لگائے ہیں۔ اتنے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے نہیں لگائے۔ اس لئے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ وہ دراصل غیر احمدیوں ہی کے ذریعہ اور انہی کی امداد سے کر رہے ہیں۔ اس صورت میں اس کام کو پیش کر کے ان کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب کی مخالفت نہ کی جائے۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں (مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کو) اس کام کے لئے کھڑا کیا ہے۔ درست نہیں ہے۔ پھر لکھا ہے۔ کہ تم لوگ جو اشاعت اسلام کر رہے ہو۔ وہ مرزا صاحب کی شخصیت کو چھوڑ کر اور حرف علت کی طرح حذف کر کے کر رہے ہو۔ اس لئے تمہارا حق نہیں ہے کہ اس کام کو ان کی طرف منسوب کرو۔

جہاں تک واقعات سے ظاہر ہے۔ یہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے غیرت اور حمیت کو جواب دیکر ان لوگوں سے جو حضرت مرزا صاحب کا نام بھی عزت کے ساتھ لینے کے روادار نہیں ہیں۔ مالی امداد حاصل کرنے کی خاطر حضرت مرزا صاحب کے دعاوی اور ذکر کو ہندوستان میں عموماً اور ولایت میں خصوصاً بالکل ترک کر دیا ہے۔ اس لئے فی الواقعہ ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ اپنے آپ کو حضرت مرزا صاحب کی کھڑی کی ہوئی ایسی جماعت قرار دیں۔ جو اشاعت اسلام کا کام کر رہی ہے۔ بلکہ ان حالات میں غیر احمدیوں کو یہ کہنے کا پورا حق حاصل ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی جو کام کر رہے ہیں۔ وہ چونکہ انہی کی امداد اور ذریعہ سے کر رہے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو ولایت میں پیش کرنا انہوں نے قطعاً چھوڑا ہوا ہے۔ اس لئے اس کام کو حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرنا بالکل غلط ہے۔

یہ ہے وہ عبرت انگیز اور قابل افسوس نتیجہ۔ جو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے ہوس مال کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر خیر کو چھوڑنے سے نکلا ہے۔ کیا ان میں کوئی باغیرت اور باحمیت انسان ہے۔ جو اس پر غور کرے۔ اور اپنی قابل شرم روش پر افسوس اور غم کے آنسو بہائے۔

اپنے اسی مضمون میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے مولوی

محمد علی صاحب سے ایک یہ بات بھی دریافت کی ہے کہ:۔

"اچھا ایک ضروری سوال کا جواب دو۔ کہ قادیانی جماعت بھی اشاعت اسلام کرتی ہے۔ ہندوستان کے علاوہ انگلستان میں بھی تمہاری مد مقابل ہے۔ اور رسالہ "ترکی کا مستقبل" میں انہوں نے اشاعت اسلام پر بڑی تڑپ ظاہر کی ہے۔ تو پھر اس جماعت پر آپ کیوں آئے دن حملے کرتے رہتے ہیں آپ کے اخبار کا کوئی پرچہ ان کی تردید سے خالی نہیں ہوتا۔"

یہ سوال اس بناء پر کیا گیا ہے۔ کہ اگر مرزا صاحب پر اس لئے کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ کہ انہوں نے تم لوگوں کو اشاعت اسلام کے کام پر لگایا ہے تو پھر تم لوگ کیوں قادیانی جماعت پر جو کہ اشاعت اسلام کرتی ہے۔ اور مرزا صاحب کے دعاوی پر قائم ہے۔ تم کیوں آئے دن اس پر حملے کرتے ہو +

اپنے قائم کردہ اصل کے رُو سے مولوی محمد علی صاحب کو ضرور اس سوال کا جواب دینا چاہیئے۔ اور بتانا چاہیئے کہ جو سوال وہ غیر احمدیوں سے دریافت کرتے ہیں۔ وہی ہم ان سے کیوں نہیں پوچھ سکتے۔ اور کیوں انہیں کہہ سکتے کہ وہ ہماری مخالفت پر اسی لئے کھڑے ہوئے ہیں کہ ہم اسلام کی اشاعت کرتے ہیں +

حضرت مسیح موعود کے خلاف بدزبانی آپ کی صداقت کی نشانی ہے

جن اصول کی بناء حق و حکمت پر نہیں ہوتی۔ وہ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر ان کا ایک پہلو روشن نظر آئے تو باقی تاریک ہونے کے علاوہ واضع اصول کیلئے منحوس دقتوں کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے اصول کے واضعین عام طور پر وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا ضمیر ضد و تعصب عناد اور بغض سے پُر ہوتا ہے۔ ایسے نظارے ہمارے سامنے عام طور پر آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ۲۴ اکتوبر کے اہل حدیث میں ایک مضمون بعنوان "مرزا صاحب قادیانی کیا تھے" شائع ہوا ہے۔ جس میں مضمون نگار نے لکھا ہے

"مرزا صاحب کو اگر ایک شخص مجدد۔ محدث۔ نبی رسول۔ حضرت اقدس صلے اللہ علیہ وسلم و مہدی معہود۔ لکھنا صواب بلکہ ثواب سمجھتا ہے تو دوسرا شخص ان کو چندے خورد برد کرنیوالا۔ بددیانت کذاب۔ ریاکار۔ لغوگو۔ بدعہد فحش گو متکبر وغیرہ کہنا اظہار حق ہے۔ اور ان کو مسلمان کہنا اسلام کی ہتک۔

برخلاف اس کے ہم مرزا صاحب ہی کے ہموطن گرو نانک جی کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو کوئی متنفس ایسا نہیں پاتے کہ ان کو کم از کم ایک بزرگ نہ مانتا ہو"

اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب سچے نہ تھے۔ اس کے متعلق اول تو ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ نامہ نگار اہل حدیث کا یہ دعوٰی بالکل باطل ہے۔ کہ بابا نانک کو بُرا کہنے والا ایک متنفس بھی نہیں۔ اگر وہ اپنے آپ میں ہے۔ تو گویا ستیارتھ پرکاش کو پڑھ لینا چاہیئے لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر بد باطن اور شریر لوگوں کے کسی شخص کے متعلق بُرے الفاظ استعمال کرنے سے واقعی وہ ان بُری صفات سے متصف ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے حضرت اقدس مسیح موعود عبدالحکیم ڈاکٹر اور ثناء اللہ مولوی اور عبدالحی کوہاٹی وغیرہ کی بدگوئی سے صادق نہیں ٹھیرتے۔ تو پھر ان تمام بدگوؤں اور بدزبانوں کو اپنے مانے ہوئے بزرگوں کی بزرگی سے بھی انکار کر دینا چاہیئے۔ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ میں مخالفین اسلام کی طرف سے بُرے سے بُرے الفاظ استعمال نہیں کئے گئے۔ اور اب تک نہیں کئے جاتے۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حضور کی زندگی میں ہی بعض لوگوں نے آپ پر مالی معاملات کے متعلق اعتراضات نہیں کئے۔ کیا نعوذ باللہ اب تک آپ کو ڈاکو۔ بٹ مار۔ ظالم و سفاک اور شہوت پرست کے ناپاک الفاظ سے بدقسمت لوگ یاد نہیں کرتے۔ کرتے ہیں اور ضرور کرتے ہیں۔ پھر کیا اہل حدیث اور اس کے نامہ نگار یقین کر لینگے۔ کہ حضور علیہ السلام نعوذ باللہ ایسے ہی تھے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو وہ کس منہ سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر اس وجہ سے معترض ہوتے ہیں کہ ان کی شان میں ان کے مخالفین ناپاک اور گندے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے خلاف بد باطن اور کور چشم لوگوں کے بدزبانی کرنے سے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکلتا۔ کہ آپ نعوذ باللہ صادق نہ تھے۔ بلکہ اس سے آپ کی گذشتہ انبیاء اور بزرگوں سے مشابہت کا ثبوت ملتا ہے۔ کیونکہ ان کے ساتھ بھی ان کے نادان اور کینہ ور مخالفین کی طرف سے ایسا ہی سلوک ہوتا آیا ہے +

مولوی محمد علی صاحب کی مخالفین مسیح موعود سے بغلگیر ہونے کی تیاری

گذشتہ ایام میں پیغام صلح نے ایک شخص حافظ محمد حسن بی۔ اے کے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ بیعت کرنے کا بڑے زور شور کے ساتھ اعلان کیا تھا۔ اس کے متعلق انہی دنوں ہمارے ایک نامہ نگار نے صاف طور پر ظاہر کر دیا تھا۔ کہ حافظ صاحب مذکور سے جب ان کے رشتہ داروں نے پوچھا۔ کہ تم نے مرزا صاحب کو کن دلائل کے ماتحت مان کر مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں مرزا صاحب کی سچائی کا قائل نہیں ہوں۔ میں نے صرف اس لئے بیعت کی ہے کہ یہ لوگ میرے خیال میں اشاعت اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ اس انکشاف حقیقت کے جواب میں نہ تو پیغام نے کچھ لکھا۔ اور نہ حافظ محمد حسن نے۔ اب ہمیں اخبار اہلحدیث کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ انہی صاحب نے اخبار وکیل میں ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے "سید سلیمان مولوی عبدالباری۔ مولوی محمد علی اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ ایک جگہ ملکر اشاعت اسلام کی تجاویز سوچیں"۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کو منظور کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ماہ دسمبر میں جبکہ امرتسر میں بہت بڑا اجتماع ہونیوالا ہے۔ اس مقصد کیلئے بھی ایک مجلس منعقد کی جائے۔ اور دفتر اہل حدیث اس خدمت کے لئے حاضر ہے معلوم ہوتا ہے۔ حافظ محمد حسن نے یہ اعلان مولوی محمد علی صاحب کے صلاح اور مشورہ سے ہی کیا ہو گا۔ اور وہ ایسی مجلس میں شامل ہونے کے لئے تیار ہونگے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اب غیر مبائعین کے امیر کھلم کھلا غیر احمدیوں اور منکر حضرت مسیح موعود کے بدزبان اور کینہ ور دشمنوں کے ساتھ بغلگیر ہونے کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم

رضائے الٰہی حاصل کرنیکا خاص موقع

الذی بعث فی الامیین والآخرین بالھدیٰ والخلق العظیم

وآلہ الطاھرین و خلفائہ الراشدین المھدیین

برادران! رضی اللہ عنکم وارضاکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اسلام کی اہم ترین خصوصیات میں سے ایک یہ ہے۔ کہ وہ اپنے ہر ایک متبع کو یہ سکھلاتا ہے کہ زندگی کے ہر ایک شعبہ اور ہر ایک عمل اور ہر ایک حالت میں محبوب حقیقی اور خالق ومالک کا حصہ اور دین کا پہلو اسقدر غالب ہو۔ کہ اگرچہ ایک امر نفسانی اور دنیوی ہو۔ مگر للہیت کے شریک غالب ہونے سے وہ بھی خدائی کام اور دین ہی شمار اور عند اللہ محبوب ہو۔ جیسے کہ خدائے اسلام نے ہادی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علےٰ رؤس الاشہاد اعلان کروایا۔ کہ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ۔ یعنی اے رسول تو۔ آپ اعلان کردیں کہ یقیناً میری (بدنی عبادت جیسے) نماز اور (مالی اور بدنی عبادت جیسے) حج کے اعمال اور میری (ساری) زندگی (جس میں زندگی بھر کے سب اعمال و افعال اور کاروبار داخل ہیں) اور میرا مرنا سب خالص اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جو سب جہان کا رب ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور اسی بنا پر ہادیٔ اسلام نے فرمایا ہے۔ کہ مؤمن جو کچھ اپنی بی بی کو کھلاتا ہے۔ وہ بھی صدقہ ہے اور اس کا سارا راز انما الاعمال بالنیات (کاموں کا اعتبار نیتوں پر ہے) میں ہے۔ پس مؤمن کی شان یہ ہے کہ کھانا بھی کھائے تو اس نیت سے کہ میرے آقا کا حکم ہے کہ کلوا۔ اور اس لئے کھائے۔ کہ نیک اعمال کی طاقت ہو۔ تو جب وہ اس لئے کھائیگا۔ تو باوجود نفس کی خواہش پورا ہونیکے یہ عند اللہ ایک عظیم الشان صدقہ ہوگا جس کا خدائے رحیم کی طرف سے اس کو اجر عظیم عطا ہوگا اور اسی کی طرف متوجہ کرنے کے لئے فرمایا۔ یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم۔ یعنے اے ایمان والو! تم جو کام کرو۔ اسمیں اطاعت اللہ اور اطاعت رسول اللہ کا ارادہ اور نیت رکھو۔ تاکہ وہ کام للہیت اور دین اور روحانیت سے خالی رہ کر باطل نہ ہو جائے بلکہ اس ارادہ اور نیت سے وہ عبادت موجب اجر اور نہایت مفید اور بابرکت ہو جاویگی۔ اور اگر تم اطاعت اللہ واطاعت رسول کا ارادہ نہ کروگے۔ تو پھر خواہ وہ کام بظاہر بہت بڑی عبادت شمار ہوتا ہو۔ لیکن حقیقت میں باطل اور غیر مفید ہوگا۔ کیونکہ اسمیں نہ تو للہیت ہوگی اور نہ دینی اور روحانی حصہ ہوگا۔ اور نہ اسپر کوئی اجر مرتب ہوگا بلکہ قرآن مجید نے تو مؤمن کی نظر کو اسقدر بلند بیان فرمایا ہے کہ وہ ربنا ما خلقت ھذا باطلا یعنی مؤمن زمین و آسمان کی پیدائش میں فکر و تدبر کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب کہ ہمیں کی ربوبیت پر نظر کرکے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہوئے ہیں کہ اس نے ہمارے ہر ایک ذرہ کو اپنی صفات کاملہ کے اظہار کے لئے بنایا ہوا ہے تو اس سے ہم کو اس کا بھی یقین ہے۔ کہ تو نے زمین و آسمان کو باطل اور لغو نہیں بنایا۔ بلکہ ضرور ان کی بناوٹ بھی اسی اظہار و اثبات کے لئے ہے۔ جو کہ وہ عظیم الشان مقصد ہے۔ کہ اس کے مقابلہ میں دنیوی اور جسمانی فوائد کالمعدوم ہیں۔ پس جو مؤمن کہ خدائی فعل کو بھی بدون اس للہیت کے باطل خیال کرنے کے لئے تیار ہوں گو اس میں بے انت دنیوی اور جسمانی فوائد موجود ہوں۔ تو ان سے یہ کب ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے فعل کو اس للہیت سے خالی رکھکر باطل کردیں۔

مگر باوجود اس کے اہل اسلام پر وہ وقت آیا کہ انہوں نے اسلام کی اس خصوصیت کو بالکل پس پشت ڈالکر اپنے اعمال کو باطل کرنا شروع کردیا۔ اس لئے پہلے تو وہ کچھ ملنا بند ہوا۔ جو کہ ہمیشہ سے ان کو ملتا رہا تھا۔ اور بالآخر وہ بھی چھننے لگا۔ جو کہ پہلے سے مل چکا تھا۔ یہاں تک کہ خداوند تعالےٰ نے اس فطرتی قاعدہ کے مطابق کہ معززین کے غلام بھی معزز ہی ہوا کرتے ہیں۔ یہ فرمایا تھا کہ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔ لیکن اب مؤمن کہلانیوالے عزت سے معرّیٰ ہوگئے۔

تب اس خدا نے جو کہ ہمیشہ سے اپنے وفاداروں کا پاس رکھتا رہا ہے۔ اس نے اپنے حبیب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی وفا کا پاس کرکے اس کی امت پر پھر نظر رحمت فرمائی۔ اور آپ کے اس بروز تام کو نازل فرمایا جو کہ کانہ ھو کا مصداق قرآن و حدیث کی رو سے مسلم تھا۔ اور جو کہ مہدی معہود اور مسیح موعود کے خطاب کے ساتھ آنیوالا تھا۔ اس نے آکر مسلمان را مسلمان باز کردند کا نظارہ دکھایا۔ اور اسلام کی اس متروک شدہ خصوصیت کو میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا کے عہد کے ساتھ پھر زندہ کرنا شروع کیا جس کا مطلب بعینہٖ وہی ہے۔ جو کہ لا تبطلوا اعمالکم کا اوپر بیان ہوا ہے۔

گذشتہ جلسہ سالانہ کی اعانت کے لئے میں نے جو مضمون شائع کیا تھا۔ اس میں میں نے اعانت ملی کے اصول کو یاد دلایا تھا۔ کہ اسلام نے اپنی ہر ایک چیز اور ہر ایک شئے اور عمل کو اپنے اتباع میں سے ہر ایک شخص کی چیز اور شئے اور عمل قرار دیا ہے۔ جیساکہ اسلامی فوجوں اور لشکروں سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ لیکن اس سالانہ جلسہ کی اعانت کیلئے احباب کی خدمت میں عرض کرتے ہوئے میں یہ کہتا ہوں۔ کہ اسلام اپنے ہر ایک متبع سے یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ اپنی ہر ایک چیز کو اپنے حقیقی آقا و مولیٰ کی چیز سمجھے۔ اور اپنے ہر ایک فعل کو اپنے آقا و مولا کا کام سمجھ کر کرے۔ اسی سے مؤمن کا اجر بے حساب ہو جاتا ہے اور یہی حالت جب راسخ ہو جائے۔ تو اس کو اہل اللہ کی اصطلاح میں فنافی اللہ کا مقام کہتے ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے۔ جہاں تک مؤمن کے ارادہ اور عمل کو دخل ہے اور اس کے بعد جو جو ترقی اس کو ملتی ہے۔ وہ محض فضل الٰہی سے ملتی ہے۔ اور اس کے ارادہ اور عمل کا اس میں براہ راست کوئی دخل نہیں ہوتا۔

دنیا میں ہر ایک قوم اور مذہب کے جلسے ہوتے ہیں پس جو قوم دین و دنیا میں گری ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے جلسے کا سارا خرچ اور سارا کام بانیان جلسہ کے سر پر پڑتا ہے اور افراد قوم محض مہمان اور تماشائی ہوتے ہیں اور جو مہذب کہلاتے ہیں۔ مگر محض دنیا کے کیڑے ہوتے

ہیں۔ ان میں سے طرق ذیل میں سے کسی طریق پر عملدرآمد ہو سکتا ہے۔ پہلا طریق یہ ہے سب جلسہ پر آنیوالے ایک ایک یا دو دو یا دس دس روپے دیدیں۔ اور اس جمع شدہ روپے سے بانیاں جلسہ آنیوالوں کی رہائش وغیرہ کا انتظام کریں دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ بانیاں جلسہ ہوٹل وغیرہ کا انتظام کردیں۔ اور آنیوالے اس ہوٹل سے فیس ادا کرنے پر اپنی ضروریات پوری کردیں۔ اور یہ سب طریق اسی پر مبنی ہوتے ہیں کہ آنیوالے اپنے روپے سے اپنی اپنی رہائش کا انتظام کرائیں ؞

اور جو کچھ دین بھی رکھتے ہیں۔ ان کا یہ طریق ہوتا ہے کہ تعاون ملی کی بناء پر کرانے والوں سے جو جو ذی وسعت ہوتے ہیں۔ حسب طاقت کوئی دس کوئی پچاس کوئی سو آدمی کی کفایت کا روپیہ دیدیتے ہیں۔ اور باوجود بانی جلسہ نہونے کے اس کام کو اپنا کام سمجھ کر کام کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ انہی کے دئے ہوئے روپیہ سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں ؞

مگر جو اہل اللہ اور عبودیت رکھنے والے ہوتے ہیں وہ اس کو خدا کا کام اور اپنے آپ کو اس حقیقی آقا کے غلام یقین کرتے ہوئے اپنے مال اور جان کو اپنے آقا کی ملکیت یقین کرتے ہوئے سب آنیوالوں کو آقا کے مہمان جان کر ہر ایک قسم کی مالی اور جانی اور بدنی خدمت پر کمربستہ ہوکر اپنے آقا کی خوشنودی حاصل کرکے اپنے لئے سعادت دارین جمع کرنے کا عظیم الشان موقعہ پاتے ہیں۔ اور یہ آخری صورت خدا کے فضل سے ہمارے جلسہ کی ہے۔ اگر نیچے سے اوپر کی طرف جائے۔ تب تو یہ مہمان پہلے اس ہمارے آقا و مولا خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ہیں۔ جس کے ہاتھ پر ہم بیع شدہ ہیں۔ پھر یہ مہمان خدا کے اس مسیح کے ہیں۔ جو کہ سید ولد آدم بلکہ سید الکونین (علیہما الصلوات والتسلیمات) کے ایسے بروز اتم ہیں کہ قرآن مجید و حدیث کا نہ ھو قرار دیتے ہیں اور پھر جن کے ہاتھ پر ہم بیع شدہ ہیں۔ پھر یہ مہمان فخر موجودات سید الانبیاء حبیب ذات کبریا (فداہ ابی امی وروحی فداہ) علیہ اکمل التحیات وافضل التسلیمات کے ہیں۔ پھر یہ مہمان خالق ارض و سماء رب کل شیئ ملکہ وبیدہ ملکوت کل شیئ وھو علی کل شیئ قدیر کے ہیں۔

لکھا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی مہمان آیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ جو میرے اس مہمان کو اس وقت کھانا کھلائیگا۔ وہ جو امر چاہیگا۔ میں اس کیلئے دُعا کروں گا۔ اور خداوند تعالےٰ اس کو منظور فرمائیگا۔ تب ایک شخص نے ہاں کی۔ تو جب کھانا مہمان کو کھلا چکا۔ تو حضرت مجدد صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اب اپنا وعدہ پورا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ مانگو کیا مانگتے ہو۔ اس نے کہا۔ کہ میں آپ جیسا ہو جاؤں۔ آپ نے اسکی اس خواہش سے بہت منع فرمایا۔ لیکن وہ باز نہ آیا تب اس کو اپنے حجرہ میں لے گئے۔ اور دیر تک توجہ فرماتے اور دعا کرتے رہے۔ آخر جب حجرہ سے دونوں باہر آئے۔ تو اس کے حرکات آواز وغیرہ ظاہراً تک بھی حضرت مجدد صاحب کے ساتھ مشابہ تھے۔ اور یکدفعہ ان مقامات عالیہ تک پہنچنے کے باعث مجذوبوں کی طرح بالکل از خود رفتہ تہا۔ پس جب ایک مجدد کے ایک مہمان کی خدمت سے یہ کچھ حاصل ہو سکتا ہے تو پھر خداوند تعالےٰ اور اس کے حبیب اور اس کے مسیح کے ہزارہا مہمانوں کی خدمت سے کیا کچھ حاصل ہونے کی اُمید ہو سکتی ہے۔ مینے گذشتہ سال احباب سے جلسہ کے لئے اجناس اور روپیہ مانگا تہا۔ اور احباب نے بہت کچھ دیکر میری اسقدر ہمت افزائی فرمائی تھی کہ اس سال میں نے ارادہ کر لیا تہا۔ کہ جلسہ سے بہت پہلے میں احباب کو اس طرف متوجہ کرکے قریباً سب ہی اجناس احباب سے حاصل کر دوں گا۔ مگر اتفاق سے میں سیکرٹری جلسہ نہ رہا۔ اور اب بہت اخیر وقت میں مجھے پھر یہ خدمت سپرد ہوئی ہے۔ لہذا التماس ہے۔ کہ اگر سب اجناس مہیا نہوں۔ تو کم از کم نصف تو ضرور عنایت فرماکر میری امید کو سچا کر دکھائیں۔ اور جو احباب اجناس نہ دے سکیں وہ روپیہ بھیجکر خزانہ کو تقویت دیں تاکہ اس عظیم الشان کام میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو

تفصیل اجناس یہ ہے:۔

جنس	مقدار	جنس	مقدار
آرد گندم	۵۰۰ من	گوشت بکری	۶۰۰ من
آلو	۴۰ من	شلغم	۶۰ من
گھی	۳۰ ٹین	نمک	۱۲ "
مرچ سرخ	۳ من	ہلدی	۳ "
گرم مصالحہ	ـلـ۱ "	دھنیا	۱ من
دال مسور	۶ "	دال ماش	۲۵ "
چاول باریک	۱۲ "	ادرک	۲ "
موٹا چاول	۱۰ "	پیاز	۶ "
چائے لپٹن	۴ بنڈل	لسن	۴ "
چائے سبز	۳ سیر	الائچی	۱۰ سیر
دار چینی	۶ سیر	لونگ	۲ سیر
چینی	۸ من		

العارض

خاکسار محمد سرور شاہ

مسلمانوں کی عبرتناک حالت

اخبار حقیقت جو لکھنؤ سے حال ہی میں شائع ہوا ہے۔ اپنی ۷۔ نومبر کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ میرٹھ میونسپلٹی کے ایک ہندو ممبر نے تحریک کی تھی۔ شہر کی زنان بازاری کو عام گذرگاہوں سے ہٹا دیا جائے۔ جو منظور ہو گئی۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد اس کی مخالفت میں آواز بلند کی گئی۔ جنمیں خاص طور پر یہ بات قابل عبرت ہے کہ وہ جن بزرگان قوم نے اس عصمت فروش طبقہ کے حقوق کی حمایت و وکالت میں اپنی پوری قوت صرف کر دی۔ وہ تقریباً سب کے سب اپنے تئیں اس الہامی کتاب کا پیرو بتاتے ہیں۔ جنمیں تصریح کے ساتھ یہ ارشاد موجود ہے کہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مأئۃ جلدۃ۔ زانی عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو۔"

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ عام مسلمانوں کو چھوڑ کر انکے خاص سرکردوں اور لیڈروں کی نگاہ میں اسلام کے احکام کی کس قدر وقعت اور عزت ہے۔ اور وہ کہاں تک مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں۔ افسوس! مسلمان باوجود ایسی عبرتناک حالت میں ہونے کے پھر بھی خدا کے فرستادہ حضرت مسیح موعود کی آمد کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اور آپکے دعاوی پر غور کرنیکے لئے تیار

مولوی عبدالمجید صاحب کے نام کھلی چٹھی

چند دنوں سے ایک مولوی صاحب نے وارد لاہور ہوکر مختلف محلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف وعظ کئے۔ اور عوام کو جھوٹے اور منگھڑت واقعات سناکر غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہا۔ اسپر انہیں بحث کرنے کے لئے زبانی اور تحریری چیلنج دیا گیا۔ جس کو اول تو انہوں نے منظور کر لیا۔ لیکن بعد میں عجیب غریب حیلوں سے جان بچانے کی کوشش شروع کردی۔ اب انکو نام ایک کھلی چٹھی شائع کی جاتی ہے۔ تاکہ اسوقت تک مباحثہ سے بچنے کے لئے انہوں نے جسقدر پہلو بدلے ہیں۔ وہ سمجھدار اصحاب کے سامنے آجائیں۔ اور ان کو گھر تک پہنچانے کے لئے کوئی کسر باقی نہ رہے۔

جناب مولوی صاحب! السلام علی من اتبع الہدیٰ

جب سے آپ لاہور میں وارد ہوئے ہیں۔ اور شہر کے مختلف حصص میں آپ نے وعظوں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ آپنے وعظ میں رونق پیدا کرنے کے لئے جناب سیدنا حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نہ صرف بے جا اعتراضات ہی کئے ہیں۔ بلکہ اپنے پاس سے بعض عقائد تجویز کر کے انہیں حضرت اقدس کی طرف منسوب کر کے عوام میں بدظنی پھیلائی ہے۔ آپ کی اس بے جا حرکت کو دیکھ کر جماعت احمدیہ لاہور کے بعض احباب نے وعظ میں آپ کو روکا۔ کہ آپ حضرت اقدس کے متعلق ثقیل اور رذیل شان الفاظ استعمال نہ کریں اور جو اعتراضات آپ پیش کرتے ہیں۔ ان کے متعلق ہم سے بحث کریں۔ جسپر آپ نے بڑے جوش سے فرمایا تھا۔ کہ آپ بحث کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ اعتراض متعلق پیشگوئی نکاح کی تردید کرنے کی صورت میں آپنے پانصد روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا۔ بلکہ پانچ روپیہ نقد جیب میں سے نکالکر حاضرین کو دکھائے۔ اور اس طرح سے عوام کو مرعوب کرنا چاہا۔ آپ کی اسقدر شوخ چشمی اور دیدہ دلیری دیکھ کر ہم نے مناسب سمجھا۔ کہ آپ کو مباحثہ کا چیلنج دیا جاوے۔

چنانچہ ۴۔ نومبر ۱۹۱۹ء کو ایک رقعہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا گیا۔ جسمیں آپ کو امور مختلفہ فیما بین متعلقہ دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بحث کرنے کی دعوت دیگئی جس کے جواب میں ۵۔ نومبر کو آپ کی طرف سے رقعہ ملا کہ آپ "صرف بطریق اظہار حق و خیر خواہی برادران بحث کے لئے تیار ہیں۔ نہ بہ نیت زور آزمائی و مجلس آرائی" اور آپنے یہ بھی تحریر فرمایا کہ "اگر آپ میرزا صاحب کے عقائد مختلفہ کے متعلق مجھ سے بحث کرنی چاہیں۔ اور ان کی تفصیل سے مجھے آگاہ کریں۔ تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں"۔ اس کے جواب میں ۶۔ نومبر ۱۹۱۹ء کو ایک دوسرا رقعہ آپ کی خدمت میں ارسال کر کے یہ لکھا گیا کہ "بحث کو نتیجہ خیز اور مفید بنانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اول مسئلہ حیات و ممات مسیح ناصری پر بحث ہو۔ اور اس کے بعد صداقت حضرت مرزا صاحب علیٰ منہاج النبوۃ پر" اور یہ کہ آپ "اس دوسری بحث میں پیشگوئی نکاح وغیرہ امور بھی علی الترتیب زیر بحث لاسکتے ہیں۔ یہ ترتیب اس لئے ضروری ہے۔ کہ جب تک یہ طے نہ ہولے کہ حضرت مسیح ۲ فوت شدہ ہیں۔ کسی دوسرے مدعی کا دعویٰ قابل توجہ نہیں ہوسکتا۔ اور نیز حیات ثابت ہوجانے کی صورت میں دوسری بحث لاحاصل ہے"۔

باوجودیکہ مضامین بحث کی یہ تفصیل آپکے طلب فرمانے پر ارسال کیگئی تھی۔ لیکن اس سے آپ اسقدر گھبرائے کہ آپ نے ۶ نومبر کے رقعہ میں اپنے پہلے رقعہ کے مضمون کے خلاف اور اسپر قلم نسخ پھیر کر لکھدیا۔ "مہربانی فرماکر رقعہ بازی کو بالائے طاق رکھئے۔ اور مباحثہ کے لئے آج ہی تیار ہوجائیے۔ مضمون مباحثہ صرف مرزا صاحب کے صدق یا کذب پر مبنی ہوگا۔ اس لئے کہ مابین ہم فریقین سبب تفرقہ یہی ہے ...... ہماری طرف سے تاریخ مباحثہ آج ہی شب جمعہ یعنی ۶ نومبر بعد از شام مقرر ہے۔ اگر آپ آج شب حاضر ہوجائیں۔ آپ کی بحث سمجھی جائیگی۔ چونکہ میں پردیسی مسافر ہوں۔ لہٰذا جہاں بھی آپ مباحثہ کرنا چاہیں۔ حفظ امن کے آپ ہی ذمہ وار ہونگے"۔

اس رقعہ میں آپنے جسقدر حوصلہ اور سمجھ سے کام لیا ہے۔ وہ حیرت انگیز ہے۔ یہ ہوسکتا تھا۔ کہ آپ کو میرے مجوزہ مضامین سے اختلاف ہوتا۔ لیکن اس اختلاف کے یہ معنی اور نتیجہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ آپ رقعہ بازی کو بالائے طاق رکھتے۔ بلکہ آپ کو حق پہنچتا تھا۔ کہ آپ بھی اور ترتیب مضامین کی پیش کرتے یا وفات مسیح کے مسئلہ پر بحث نہ کرنے کی تائید میں دلائل سے کام لیتے۔ لیکن آپ کی سراسیمگی اس سے ظاہر ہے۔ کہ آپنے خود ہی تاریخ بھی مقرر کرلی۔ حالانکہ ۵۔ نومبر کے رقعہ میں آپنے دن اور وقت کا تعین مجھ پر چھوڑا تھا۔ مولوی صاحب ایک طرف تو آپنے حفظ امن کا بوجھ ہم پر ڈالا۔ اور باوجود اس بات کا علم ہونے کے کہ حفظ امن اور انتظام جلسہ کے لئے کافی وقت پیشتر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ آپ نے ادھر تو ۶ نومبر کو عصر کے وقت رقعہ ارسال کیا۔ اور ادھر خود ہی مجھ سے استصواب کرنے کے بغیر بعد از شام وقت بحث مقرر کردیا۔ حالانکہ ابھی تک مضمون کا فیصلہ نہیں ہوا ان تمام امور کے باوجود ہماری عدم حاضری کو اپنی فتح قرار دیدیا۔ اس رقعہ میں آپنے کمال ہوشیاری سے کام لیا ہے۔ چونکہ اپنی فتح کا اعلان کرنے کی خواہش تھی۔ اس لئے اسقدر جلدی کی۔ کہ فریق مخالف کچھ نہ کرسکے اور آپ جہلاء میں اپنی فتح کے شادیانے بجوادیں۔ افسوس صد افسوس! مولوی صاحب کیا ہی طریق بحث تھا جسے آپ "بطریق اظہار حق" بحث کرنے کے نام سے موسوم کر چکے ہیں۔ آخر اسقدر ذلیل حرکت کرنے کی وجہ سوائے اس کے کونسی ہوسکتی ہے۔ کہ اس انوکھے طریق سے آپ بحث کو اپنے سر سے ٹالنا چاہتے ہیں۔ اور وفات مسیح کے مسئلہ پر بحث کرنے سے آپ کو موت کا سامنا نظر آتا ہے۔ اس لئے آپ اسقدر سراسیمہ ہوئے۔ کہ اپنے پہلے رقعہ کے مضمون کو اپنے ہاتھوں آپنے خاک میں ملادیا۔ ان تمام امور کی وجہ سے مجھے ۷۔ نومبر کو ایک مفصل خط آپ کی طرف لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تاکہ شاید سمجھانے سے آپکے ہوش و حواس درست ہوجائیں۔ اور میں نے حتی الامکان کوشش کی۔ اور آپ کے سابقہ رقعہ کا مضمون واضح کر کے آپکے سامنے رکھا کہ شاید آپ کو شرم آوے۔ اور آپ اپنی اس حرکت پر نادم ہوں۔ لیکن آپکے ۷۔ نومبر کے خط

نے رہی سہی اُمید پر پانی پھیر دیا۔ کیونکہ اس میں آپنے نہ صرف مسئلہ حیات و ممات مسیح پر بحث کرنے سے انکار کیا۔ بلکہ " صداقت مسیح موعود علیٰ منہاج النبوۃ " کے مضمون کو بھی ترک کر کے صرف پیشگوئی نکاح میں بحث کو محدود کرنا چاہا۔ اور فیصلہ کے لئے فریقین کی طرف سے دو دو منصف مقرر کئے جانے تجویز فرمائے۔

چونکہ آپ کا آخری خط بڑے غور اور مشورہ کے بعد لکھا گیا ہے۔ اس لئے میں اس کے متعلق ذیل میں عرض کرتا ہوں آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ " بجواب رقعہ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۱۹ء التماس ہے۔ کہ اصل بحث مرزا صاحب کے نکاح آسمانی پر ہو آپ اصل بحث سے گریز نہ فرماویں "۔ مولوی صاحب اس فقرہ کے ارقام فرمانے سے قبل کچھ تو ہوش و حواس سے کام لیا ہوتا۔ کیا آپ اس سے قبل متواتر دو رقعوں میں یکے بعد دیگرے یہ تسلیم نہیں کر چکے۔ کہ جو مضمون مباحثہ صرف میرزا صاحب کے صدق یا کذب پر مبنی ہوگا۔ اس لئے کہ ابین ہم فریقین سبب تفرقہ یہی ہے " پھر اس صاف اور کھلے الفاظ کے آپ اس سے انکار کر کے صرف ایک پیشگوئی کو زیر بحث بتلاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ صدق و کذب کے مضمون میں آپ اس پیشگوئی کے علاوہ اور دیگر اُمور بھی جن پر آپ کو اعتراض ہو پیش کر سکتے ہیں۔ اور یہ بحث کا ایک جزو ہے۔ جو صداقت مسیح موعود کی بحث میں آجاویگا۔ لیکن باوجود اس کے آپ ہم پر گریز کا الزام لگاتے ہیں۔ ع

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

حالانکہ ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ نہ صرف ایک پیشگوئی ہی زیر بحث آوے۔ بلکہ اس کے علاوہ دیگر امور پر بھی بحث ہو جاوے تاکہ سامعین اس سے مستفید ہو سکیں۔

مولوی صاحب! آپ نے وفات مسیح کی بحث کو ٹالنے کے لئے جو دلائل ارقام فرمائے ہیں۔ وہ اور بھی موجب حیرت ہیں۔ پہلے صرف اسقدر لکھا تھا کہ جب تک یہ طے نہ ہوے کہ حضرت مسیح فوت شدہ ہیں۔ کسی دوسرے مدعی کا دعوےٰ قابل توجہ نہیں ہو سکتا۔ اور نیز حیات ثابت ہو جانے کی صورت میں دوسری بحث لاحاصل ہے "۔ اس کے جواب میں آپ نے عجیب دلائل سے کام لیا ہے چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا کہ " حیات و ممات مسیح کی بحث کا اس بحث میں لانا ضروری نہیں ہے۔ جب سوال وفات مسیح پر نہیں۔ تو بحث کس طرح وفات مسیح پر ہو سکتی ہے۔"

(۲) آپ کا یہ فرمانا درست نہیں کہ آسامی خالی ہو تب ہی دوسرا آسامی پر متمکن ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آسامی صرف موت سے ہی خالی نہیں ہوتی۔ اس کے رخصت پر جانے پنشن پانے یا موقوف ہونے سے خالی ہو سکتی ہے۔"

(۳) " یہ جو اصول آپ نے مقرر کیا ہے۔ میں بحیثیت سائل ہونے کے اس کا پابند نہیں۔ کیونکہ سائل کا حق ہے کہ جو چاہے سوال کرے "

مولوی صاحب! ہم کب کہتے ہیں کہ آپنے وفات مسیح کے متعلق سوال کیا ہے۔ اور نہ ہم آپ سے اس کی اُمید کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس مسئلہ کا نام آتے ہی آپ کی حالت دگرگوں ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر بھلا آپ کس طرح ادھر آسکتے ہیں۔ یہ مسئلہ چونکہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کی بنا ہے۔ اس لئے ہم نے خود ہی یہ سوال اُٹھایا۔ کہ پہلے اسے طے کر لیا جاوے۔ تاکہ صداقت مسیح موعود پر بحث ہو چکنے کے بعد آپ کو اس مسئلہ کی طرف رجوع کرنے کا موقعہ نہ رہے۔ کیونکہ یہ اکثر تجربہ ہو چکا ہے کہ جب غیر احمدی مولوی صاحبان صداقت مسیح موعودؑ کے مضمون میں قابو آجاتے ہیں۔ تو یہ کہکر پیچھا چھڑاتے ہیں۔ کہ مسیح تو آسمان سے آوے گا۔ اس طرح سے تمام سابقہ بحث پر پانی پھر جاتا ہے۔ اس لئے ہماری طرف سے یہ تجویز تھی۔ تاکہ اس مولویانہ چال سے آپ کو پہلے ہی روک دیا جائے۔ مگر آفرین ہے۔ آپ پر باوجود اسقدر خط و کتابت کے آپ تاحال اپنی ضد پر قائم ہیں اپنے لئے اس آخری مولویانہ چال کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔

آپ کا یہ فرمانا کہ اسامی موت سے خالی نہیں ہوتی بلکہ رخصت پنشن یا موقوفی کی صورت میں بھی ہوتی ہے یہ درست ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ آپ ان ہر سہ صورتوں میں سے مسیح کے لئے کونسی تجویز فرماتے ہیں۔ اور اس کی وجوہات آپ کے پاس کیا ہیں۔ رخصت کی ضرورت انہیں کیوں پیش آئی۔ اور کیا کسی اور نبی نے بھی کبھی رخصت لی ہے۔ باقی رہا پنشن یا موقوفی۔ آپ دونوں میں سے کچھ تسلیم کر لیں۔ اتنا آپ کو ماننا پڑیگا۔ کہ پنشن یافتہ یا موقوف شدہ اس آسامی پر واپس نہیں آیا کرتا۔ اور اس صورت میں یہ امر ہمارے اس دعوے کا مؤید ہے۔ کہ آنیوالا پہلے مسیح سے الگ ایک دوسرا وجود ہے۔ مولوی صاحب! میں آپکے غور و فکر کی داد دیتا ہوں۔ کہ آپنے سوچ بچار اور غور و فکر کے بعد ایک وجہ تو پیدا کی۔ یہ الگ امر ہے کہ وہ ایسی بودی اور قرآن و حدیث کے مخالف ہی ہو۔ اور اس مصرعہ کی مصداق ہو ع

هر که از خود آورد او نجس و مردار آورد

کاش کہ! آپ قرآن کریم پر غور کرتے۔ تو اسقدر تاویلوں اور بیہودہ دلائل کی ضرورت نہ پڑتی۔ اور آپ تسلیم کر لیتے کہ درحقیقت مسیح فوت ہو چکے ہیں۔

تیسری بات جو آپنے اس بحث کو ٹالنے کے لئے لکھی ہے یہ ہے کہ آپ سائل ہیں۔ اور سائل کا حق ہے۔ جو چاہے سوال کرے اس سے ہمیں اتفاق ہے۔ لیکن مولوی صاحب یہاں تو خط و کتابت بحث کے لئے ہو رہی ہے۔ اور آپ کی حیثیت مباحث کی ہے نہ سائل کی۔ جیسا کہ آپ سابقہ رقعوں میں تحریر فرما چکے ہیں۔ ہاں اگر آپ اس حیثیت کو چھوڑ کر سائل کی حیثیت کو ترجیح دیں۔ تو اس کے لئے مجلس آرائی کی ضرورت نہیں آپ مع اپنے ہمراہیوں کے جو وقت چاہیں۔ جناب استاذی المکرم مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کی خدمت میں حاضر ہو کر جو سوال چاہیں کریں۔ انشاء اللہ ہر طرح سے آپ کی تسلی کر دی جاویگی۔ اور آپ کو تمنا ہرگز باقی نہ رہنے دی جاویگی۔ کہ باوجود سوال کے آپ کا منشاء پورا نہیں ہوا اور جواب میں کوئی کسر رہ گئی ہے۔

لیکن افسوس! کہ آپ نے نہ تو بحث کی طرف رُخ کیا اور نہ سائل کی حیثیت سے اپنی تسلی کرنی چاہی۔ بلکہ ہمارے رقعوں کے جواب تک ارسال کرنے میں بے پرواہی کی لیکن اس کے خلاف آپنے عوام میں یہ مشہور کر دیا کہ آپ تو بحث کے لئے تیار ہیں۔ احمدی ہی مقابلہ کے لئے نہیں آتے۔ جس وقت مجھے اس بات کا علم آپ کے آدمیوں کی زبانی ہوا۔ اور انہوں نے بڑے وثوق سے بیان کیا۔ کہ آپ ہر طرح بحث کے لئے آمادہ ہیں۔ تو میں نے آپ کی خدمت میں رقعہ لکھ کر دریافت کیا۔ کہ اگر یہ سچ ہے تو آپ صاحب مکان سے

بحث کے لئے مکان کے استعمال کی اجازت بھجوادیں اور منظوری بحث سے مطلع فرمادیں - مگر افسوس! آپ کی طرف سے پھر صدائے برنخاست کا معاملہ نظر آیا - تو میں نے دوسرے ہی دن مسیح کو ایک دوسرا رقعہ لکھ کر جواب کا مطالبہ کیا - اور اس خیال سے کہ شاید آپ مالک مکان سے رقعہ حاصل نہ کر سکیں اور اسوجہ سے بحث میں تاخیر ہو - مکان کا انتظام اپنے ذمہ لیا - اور حفظ امن اور آپ کی عزت و احترام کی ذمہ واری بھی لی - تاکہ آپ کو بحث سے گریز کرنے میں کوئی عذر نہ رہے - لیکن افسوس کہ یہ امر بجائے آپ کو بحث کی طرف مائل کرنے کے آپ کے لئے اور بھی گھبراہٹ کا موجب ہوا - اور آپنے اپنے ۸- نومبر کے رقعہ میں بحث کو صرف پیشگوئی نکاح کے معاملہ میں محدود کرنا چاہا - حالانکہ اس سے قبل جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں - آپ صداقت مسیح موعود کے مضمون کو خود ہی تجویز کرکے اسپر بحث کے لئے آمادگی ظاہر فرما چکے ہیں - لیکن جب آپ کے باقی تمام عذر رفع کر دیئے گئے - تو آپنے اس سے بھی انکار کر دیا - بلکہ اس انکار کے ساتھ ایک یہ شرط نئی لگادی - کہ فریقین کی طرف سے دو دو منصف مقرر ہوں - جو بعد میں فیصلہ سُنادیں اور انتظام کے لئے فریقین کا ایک ایک پریزیڈنٹ ہو - پریزیڈنٹ کے تقرر میں مجھے کوئی اعتراض نہ تھا لیکن منصفوں کا تقرر میری سمجھ میں نہیں آیا - کہ وہ ایک تقریری بحث میں کیا فائدہ دیگا - یہ تو ظاہر ہی ہے - کہ منصفوں میں بعض امور متعلقہ بیانات مباحثہ اختلاف ہونا ایک معمولی سی بات ہے - ایسے اختلاف رائے کے وقت ان کے پاس صحت کا کونسا معیار ہوگا - جس سے وہ یہ معلوم کر سکیں - کہ کونسے منصف کی رائے درست ہے، اس سے ظاہر ہے کہ منصفوں کی صورت میں تمام بحث کو تقریری سے تحریری میں لازماً تبدیل کرنا پڑے گا - تاکہ فریقین کے بیان تحریر شدہ ان کے پاس موجود ہوں - اور امور مختلفہ کے متعلق ہر دو فریق کے بیان کو دیکھ کر تصدیق یا تکذیب کر سکیں - بلکہ بشرط ضرورت فیصلہ میں ان کی ضروری عبارات نقل کریں - اور آپ سمجھ سکتے ہیں - کہ تحریری بحث کے لئے کس قدر زیادہ وقت درکار ہوگا ایک طرف تو آپ کی یہ تجویز ہے - اور دوسری طرف آپ

بار بار رقعوں میں لکھتے ہیں کہ میں مسافر ہوں - جلد بحث ہو جاوے - مولوی صاحب خیال تو فرمادیں - کہ آپ کے ان ہر دو بیانات میں کہاں تک اتحاد ہے - اور کیا کوئی عقلمند ان سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے - کہ آپ بحث محض "بطریق اظہار حق" کرنا چاہتے ہیں -

مولوی صاحب! آپ غور تو فرمادیں کہ کیا کوئی صحیح الدماغ انسان اس طرح جلدی جلدی اپنے بیانات کو بدلتا ہے - آخر یہ تلون اور پریشانی کیوں ہے - جو آپکی قلم سے ہر مرتبہ وہ اُمور نکلواتی ہے - جو آپ کی سابقہ تحریروں کی ناسخ اور بیخ کن ہوتی ہے -

اور یہ امر صرف مضامین وغیرہ کے متعلق ہی نہیں بلکہ مکان مجوزہ کے متعلق بھی یہی حال ہے - آپ کے کارندوں کے پیغام کے مطابق میں نے آپ کو لکھدیا کہ منشی نور الٰہی صاحب کے مکان پر بحث ہو جائے آپ ان سے اجازت کا رقعہ حاصل کرکے بھجوادیں - لیکن جواب ندارد - میں نے بالآخر انتظار کے بعد ایک مکان تجویز کیا - آپ نے اس کے بالعوض مسجد چینیانوالی تجویز فرمائی - اور لکھا کہ اگر کوئی حاضرین میں سے بحث میں دخل دے - اور روکنے پر بھی باز نہ آئے - تو اسے مسجد کو نکالدیا جاوے گا - حالانکہ اس سے قبل اپنی حالت سفر کو پیش کر کے اسکا انکار کر چکے تھے - اور منشی نور الٰہی صاحب سے بھی رقعہ حاصل کرکے آپنے نہ بھجوایا - کہاں تو یہ حالت اور کہاں اسقدر فراخ حوصلگی کہ مسجد تجویز کردی حالانکہ آپ جانتے ہیں - کہ مسجد میں آنے سے آپ کسی کو نہیں روک سکتے - اور پھر آپ کو مسجد پر کوئی خاص حق نہیں جسکی وجہ سے امید ہو - کہ حاضرین ضرور آپکے اقتدار کو تسلیم کرینگے - اور بحث امن سے ہوسکیگی ۔

باوجود اس قدر بے ہنگم باتوں کے آپنے لکھ مارا کہ اگر اب بھی آپ نے کوئی ردّ و بدل کیا تو سمجھا جاویگا کہ آپ پہلوتہی کرتے ہیں - ردّ و بدل تو اسوقت نہ ہو سکتا - جب فریقین بعض امور پر اتفاق کر لیتے - یہاں تو ابھی تک مضمون بحث - مقام بحث - وقت بحث اور تقریری یا عدم تقریری منصفان وغیرہ پر خط و کتابت ہو رہی ہے لیکن آپ نے بلا ہمارے استصواب کے

خود ہی فیصلہ کرلیا - اور پھر اسپر یہ دھمکی کہ ردّ و بدل کو پہلوتہی کرنے کے مترادف سمجھا جاویگا - باعث حیرت ہے - آپکو یہ حق کہاں سے حاصل ہوا - کہ آپ فریق مخالف کے حقوق بھی اپنے ہاتھ میں لیکر جو چاہیں فیصلہ کریں ۔

بالآخر میں نے ۹- نومبر کی صبح کو ایک مفصل خط آپ کے نام لکھ کر ارسال کیا - جسمیں میں نے آپکے پیش کردہ دلائل کا بودا پن ظاہر کر دیا ہے - اور آپ کے کارکنوں کو بھی زبانی پیغام دیا - کہ وہ آپ کو بحث کے لئے تیار کرکے منظوری کا رقعہ بھجوادیں - اور نہ صرف اسی پر اکتفا کی - بلکہ خود بھی حاضر ہو کر بالمشافہ گفتگو کی - لیکن سوائے اس کے کہ آپ گالی گلوچ پر اُتر آئے - اور شروع ہی میں آپ نے سیدنا حضرت میرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں .. .. ثقیل الفاظ استعمال کرنے شروع کردئے - اور باوجود دو گھنٹے کے قریب وقت ضائع کرنے کے کوئی نتیجہ نہ نکلا - اور آپ اسی بات پر اڑے رہے - کہ صرف پیشگوئی نکاح پر بحث ہو - اس لئے یہ کھلی چٹھی آپ کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں کہ آپ (۱) حیات و ممات مسیح ناصری (۲) صداقت حضرت مسیح موعود علی منہاج النبوۃ پر بحث کریں - اگر حیات و ممات مسیح ناصری پر آپ کو بحث منظور نہ ہو - تو صرف اسقدر لکھ دیں کہ آپ بحث کی خاطر ہی اس عرصہ کے لئے مسیح کو فوت شدہ تصور کرینگے - اور اختتام بحث تک مسیح کی حیات کو بطور دلیل حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی تکذیب میں پیش نہ کرینگے - اس صورت میں ہم آپ سے صداقت مسیح موعود علی منہاج النبوۃ ہی پر بحث کرینگے -

لیکن اگر صداقت مسیح موعود کے مضمون کو چھوڑ کر آپ صرف پیشگوئی نکاح پر ہی بحث کرنا چاہیں - تو اسی رقعہ میں اس امر کا بھی اقرار کریں کہ آپکے نزدیک صرف یہی ایک پیشگوئی قابل بحث ہے - اور کہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کے متعلق باقی تمام امور آپکے علم میں صحیح ثابت ہو چکے ہیں -

اس کے بعد ہم آپ کی خواہش کے مطابق آپ کو صرف پیشگوئی نکاح پر ہی بحث کرنے کا موقعہ دینگے تاکہ آپکو تحقیق حق کا موقعہ ملجاوے - اور اگر اسکے بعد بھی آپنے گریز کیا تو یہ صاف

ایک غیر احمدی سجادہ نشین صاحب کی مراسلت

اخبار اہلسنّت والجماعت کے جواب میں

ذیل میں ایک (غیر احمدی) سجادہ نشین صاحب کی مراسلت درج کی جاتی ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے خیال ...... مطابق حضرت اقدس کے دعویٰ نبوت و مسیحیت کے متعلق یہ لکھا ہے۔ کہ یہ دعویٰ منصور کے دعویٰ انا الحق کی مانند ہے۔ گویا جیسا کہ منصور خدا نہ تھا ایسا ہی مرزا صاحب بھی نبی نہ تھے۔ مگر اس کے متعلق ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ ایک سخت غلط فہمی ہے۔ جس میں حقیقت سے ناواقفیت رکھنے والے ایسے لوگ مبتلا ہیں جو کہتے ہیں کہ ان کو مسیح موعود کے متعلق حسن ظنی ہے۔ ایسے لوگوں کو ذرا غور کرنا اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ "انا الحق" کہنا اور بات ہے اور "انا النبی" اور "انا المسیح" کہنا اور۔ اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ خدا انسان نہیں ہوتا لیکن نبی انسان ہی ہوتے ہیں۔ پس اس صورت میں اگر منصور کے انا الحق کو اسی کا قول قرار دیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ اس نے سخت غلطی کی۔ لیکن اس کا ثبوت درکار ہے۔ کہ منصور نے انا الحق کہا۔ اگر منصور کی کوئی کتاب ہو تو اس میں دکھایا جائے یا کم از کم اس کے متعلقین میں سے ہی کسی معتبر اور ثقہ انسان کی کتاب میں سے اس کا ثبوت ہونا چاہیئے۔ اگر اس کے مخالفین کی ہی شہادت پیش کی جاتی ہے تو وہ قابل پذیرائی نہیں۔ کیونکہ دشمن کیا کچھ نہیں کہا کرتے۔ ماسوا اس کے ہو سکتا ہے۔ کہ یہ منصور کا الہام ہو۔ اس لحاظ سے اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ خدا جس نے منصور کو الہام کیا فرماتا ہے "انا الحق"۔ اور اس کے الحق ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے اسمیں غریب منصور کا کوئی دخل نہیں۔

رہا حضرت اقدس کا دعویٰ۔ اگر اس کو بھی منصور کے انا الحق کے مانند ٹھیرایا جائیگا۔ اور حقیقت اور واقعیت پر مبنی نہیں سمجھا جائیگا۔ تو دوسرے انبیاء کے دعوی نبوۃ کے متعلق بھی یہی کہنا پڑیگا کہ نبوۃ کا کیا ثبوت ہے۔ حضرت آدم سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیاء ہوئے ہیں۔ انکی نبوۃ واقعی نبوت نہ تھی بلکہ منصور کے انا الحق کی مانند تھی۔ لیکن جب کوئی شخص تمام انبیاء کے دعوؤں کو انا الحق کی مانند قرار نہیں دیسکتا۔ تو آج ہمارے زمانہ میں خدا کا جو صادق مصدوق نبی ظاہر ہوا۔ اس کے دعوی کو انا الحق کے دعویٰ کی طرح کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ اور پھر جبکہ اس کی تائید اور تصدیق میں نہ صرف بیشمار علمی اور عقلی دلائل موجود ہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے اپنی تائید اور نصرت سے اس کی صداقت کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے اور لاکھوں انسانوں کو اس کے سمجھنے کی توفیق بخشی ہے۔

کیا ہم امید رکھیں کہ سجادہ نشین صاحب اس پر غور فرمائینگے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات سے جو حسن ظنی اور عقیدت انہوں نے ظاہر کی ہے اسکو اسی حد تک محدود نہ رہنے دینگے۔ بلکہ اس کو اس حد تک وسعت دینے کی کوشش فرمائینگے۔ جہانتک کہ اسکی ضرورت ہے تاکہ حضرت مرزا صاحب کے فیوض و برکات سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔ (ایڈیٹر)

میرے ایک دوست نے مجھے مرزا صاحب کا فوٹو دکھایا۔ بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔ واللہ یہ منہ جھوٹا نہیں ہے۔ میں صوفی فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور میرے پاس اس امر کے باور کرنیکے کافی وجوہ ہیں کہ مرزا صاحب ایک کامل بزرگ اور فاضل شخص تھے مانا مرزا صاحب پیغمبر نہیں تھے۔ مگر ان کے باکمال ہونے میں تو شک نہیں ہے۔ اسوقت منصور کی مثال ہمارے سامنے ہے جس نے خدائی دعویٰ کیا تھا اور مرتے دم تک اپنے دعوےٰ پر قائم رہا۔ اب لوگ اسے عاشق کامل اور صوفی باصفا مانتے اور سمجھتے ہیں۔ تو کیا مرزا صاحب منصور سے بھی زیادہ قابل تعزیر ہیں۔ مجھے حضرت مرزا صاحب کا ایک شعر نہیں بھولتا ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

مرزا صاحب کی تصانیف اور ملفوظات کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کے وجود مسعود سے اسلام کو جسقدر فوائد پہونچے ہیں۔ ان کی گنتی نہیں ہوسکتی۔ بعض متعصب مسلمان اس پاک وجود کو تکالیف دینے میں غیر مذاہب کے آدمیوں سے بھی بہت بڑھ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ میں پوچھتا ہوں کیا اس پاک انسان کی دینی خدمات کا بدلہ یہی تھا۔ جو مسلمانوں کی طرف سے انہیں مل رہا ہے۔ افسوس!

کل کارکن صاحب دائرۃ الصوفیہ نے مجھے اخبار اہلسنت والجماعت کا ایک پرچہ دکھلایا جس میں ایک صاحب نے ایک مضمون بعنوان "مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا پیغام امت کے نام" لکھا ہے مضمون نگار صاحب اپنا خواب بیان کرتے ہیں کہ گویا مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔ "جو تکلیف عالم برزخ میں مجھے مل رہی ہے کسی گنہگار کو نہیں۔ کاش! میں نے حضرت مریم صدیقہ و حضرۃ بتول پر تہمتیں نہ لگائی ہوتیں ... وغیرہ وغیرہ"

مجھے مضمون نگار کی روحانی حالت پر افسوس ہے۔ ایک شخص کی حکایت ہے کہ وہ اکثر خواب میں اپنے پیر کو گدھے کی شکل میں دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن پیر صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت میں تو ایسا خواب دیکھا کرتا ہوں پیر صاحب نے فرمایا تم جب پھر دیکھو تو اس کا کان پکڑ لو۔ اس نے ایسا کیا۔ جب بیدار ہوا۔ تو اپنا کان اپنے ہاتھ میں تھا۔

افسوس! لوگوں کے اخلاق اسقدر خراب ہوگئے ہیں کہ وہ لاکھوں اشخاص کے پیشوا کی شان میں اسقدر برے الفاظ استعمال کرنا اپنی زندگی کا فرض اعظم سمجھتے ہیں۔ لاکھوں آدمیوں کے دلوں کو گھایل کر کے پیرول سے چھیدنا کوئی تھوڑی بات نہیں ہے ؎

ہائے ظالم کیوں جلایا تو نے مظلوموں کا دل
ایسی گستاخی لگا دے آگ بیت اللہ میں

تم احمدیوں کو کیوں کوستے ہو۔ ذرا اپنے گریبان میں بھی تو نظر کرو ؎

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی مری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

ہو سکتا ہے اگر کسی احمدی بزرگ کو یہ رؤیا ہو کہ مضمون نگار صاحب کے ...... دوزخ میں پڑے جل رہے ہیں اور کہتے ہیں افسوس! میں مرزا صاحب کی مخالفت کے سبب اس حالت کو پہنچا فقط +

خادم الفقراء۔ صاحبزادہ غلام دستگیر برق قادری چشتی الحسینی۔ سجادہ نشین درگاہ عالیہ اکرمیہ و آنریری سکرٹری انجمن دائرۃ الصوفیہ۔ کہرور ضلع ملتان +

بچہ کی پیدائش اور پرورش کے متعلق

ایک لیڈی ڈاکٹر کے خیالات

حال میں بندہ نے ایک خوبصورت کتاب مشہور انگریز لیڈی ڈاکٹر میری شارلیب کی لکھی ہوئی پڑھی۔ جس سے چند خیالات احمدی بھائیوں کی دلچسپی کے لئے قلم بند کر کے بھیجتا ہوں :-

جس وقت عورت کی طاقت عروج پر ہوتی ہے اس وقت اگر اس کو حمل ہو جائے۔ تو لڑکی پیدا ہوگی۔ لیکن جس وقت عورت کی طاقت زوال پر ہوتی ہے۔ اس وقت اگر حمل ٹھیرے۔ تو لڑکا پیدا ہو گا۔ کیونکہ لڑکی کی پیدائش کے لئے زیادہ خون کی ضرورت ہے۔ عورت کو ماہواری خون آنے سے ایک ہفتہ پہلے تک اس کی طاقت عروج پر ہوتی ہے۔ اور خون آنے کے ایک ہفتہ بعد تک زوال پر۔ پس اگر حمل ماہواری خون آنے سے پہلے ہفتہ میں ہو تو لڑکی ہو گی۔ اور ماہواری خون آنے کے بعد والے ہفتہ میں لڑکا۔ دوسرے جانوروں کا معائنہ کر کے بھی ڈاکٹر اسی نتیجہ پر پہونچے ہیں۔ مثلاً گرمیوں کے شروع میں جب کہ خوراک کثرت سے پائی جاتی ہے۔ بھڑیں اور شہد کی مکھیاں مادہ کثرت سے پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن سردیوں میں جب کہ خوراک کی کمی ہوتی ہو بھڑیں اور شہد کی مکھیاں نر کثرت سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ بات بھی معائنہ سے ثابت ہو گئی کہ جنگ کے دنوں میں جبکہ خوراک کی کمی اور دوسری وجوہات سے عورتوں کی طاقت زوال پر ہوتی ہے۔ لڑکے بہ نسبت لڑکیوں کے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔

عورت کے لئے بچہ جننا ایک قدرتی امر ہے۔ پس اگر عورتیں قدرتی زندگی بسر کریں۔ تو ان کو حمل کے ایام میں اور جنتے وقت کسی قسم کی بے آرامی اور تکلیف نہیں ہونی چاہیئے۔ مثلاً ہندوستان کی غریب عورتیں اور افریقہ کی لڑکیاں جن کی زندگی محنت مشقت میں گذرتی ہے۔ ان کے بدن مضبوط ہو جاتے ہیں۔ ان کو جنتے وقت بالکل تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر کوئی انگریز عورت کہے۔ کہ اس بات سے آب وہوا کا تعلق ہو گا۔ تو وہ غلطی کریگی کیونکہ تجربہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ اگر ایک طرف محنت مشقت کرنیوالی ہندوستانی عورتیں بغیر تکلیف یا درد کے بچہ جنتی ہیں۔ تو دوسری طرف ہندوستان کی امیر عورتیں جو کہ عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتی ہیں۔ اور نوکروں کی کثرت کی وجہ سے ان کے جسم کو ورزش نہیں ہوتی۔ وہ نہایت تکلیف سے بچہ جنتی ہیں۔ پس عورتوں کو گھر کے کام کاج خوشی سے کرتے رہنا چاہیئے یا کسی اور طرح کی ورزش کر لینی چاہیئے۔ البتہ حد سے زیادہ کام کاج بھی مُضر ہے۔ جس سے عورت کو آرام نہیں ملتا۔ اور اس کی طاقت کا دیوالہ نکل جاتا ہے۔

عورتوں کو خوراک عمدہ کھانی چاہیئے۔ کیونکہ ان کو نہ صرف اپنے جسم کو بحال رکھنا ہوتا ہے۔ بلکہ قدرت اُن کی جسم میں بچہ کی پیدائش سے پہلے اور پیچھے اس کی خوراک کے لئے ذخیرہ جمع کرتی رہتی ہے۔ پس عورت کو وہ خوراک کھانی چاہیئے۔ جس سے ہڈیاں۔ خون۔ گوشت اور پوست بنے۔ مثلاً گوشت۔ مچھلی۔ مُرغی۔ انڈے کھانے سے بدن میں گوشت بنتا ہے۔ اسی طرح بدن میں کاربوہائڈریٹ کے لئے اس کو اناج۔ چینی۔ ساگو دانہ۔ چاول کھانے چاہئیں۔ بدن میں چربی کے لئے اس کو گھی۔ چربی اور تیل کھانے چاہئیں۔ اور بدن میں نمک کی بھی ضرورت ہے۔ اس کو نمک بھی کھانا چاہیئے۔ دودھ میں یہ سب چیزیں ضروری مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ پس دودھ کا استعمال بہت مفید ہے۔ دُودھ میں جن جن چیزوں کی انسانی بدن کو جس مقدار میں ضرورت ہو۔ قدرت نے وہی مقدار رکھدی ہے۔ مثلاً دودھ میں پچانوے فیصدی پانی ہوتا ہے۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ انسانی بدن کو پانی کی سخت ضرورت ہے۔ پس پانی کافی مقدار میں ہر روز پینا چاہیئے۔

دراصل عورت کے بدن کو چربی۔ گھی۔ تیل اور چینی حرارت پیدا کرنے والی چیزوں کی سخت ضرورت ہے۔ پس سرکار کی طرف سے ان چیزوں کو سستی رکھنے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ جنگ کے دوران میں ان چیزوں کی کمیابی کی وجہ سے بچے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔

حاملہ عورت کے کپڑے گرم۔ آرام دہ۔ ڈھیلے ڈھالے ہونے چاہئیں۔ لاطینی زبان میں حاملہ عورت کو اِن سنٹا اور فرانسیسی زبان میں اَن سائنٹ کہتے ہیں۔ جس سے مراد ہے وہ عورت جو کہ جسم کو پیٹی نہیں باندھے رکھتی۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ قدیم زمانہ میں عورتیں حمل کے دنوں میں ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنتی تھیں۔ اور پیٹی باندھنا چھوڑ دیتی تھیں بھنچے ہوئے کپڑے عورت کے لئے اور پیدا ہونیوالے بچہ کے لئے مُضر ہیں۔

عورت کو چاہیئے کہ اپنے بچہ کو اپنی چھاتی سے دودھ پلائے۔ کیونکہ بچہ کو اگر ماں کا دُودھ نہ دیا جائے۔ تو اس کی ہڈیاں نہایت کمزور ہو جاتی ہیں۔ اسی سبب سے یورپ میں بہت سے لوگوں کے دانت مضبوط نہیں ہوتے۔ دوئم معائنہ سے دیکھا گیا۔ کہ بچہ کو چھاتی سے دُودھ پلانے سے عورت کی صحت کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ ایسی عورت کو بھوک خوب لگتی ہے۔ اور اس کے دل میں خوشی اور بشاشت جوش مارتی ہے۔ ماسوائے اس کے جو عورت اپنے بچہ کو دُودھ اپنی چھاتی سے پلاتی ہے۔ اس کو نہ تو مصنوعی دودھ پر پیسے ضائع کرنے پڑتے ہیں۔ اور نہ ہی اس کو تیار کرنے میں بہت سا وقت ضائع کرنا پڑتا ہے۔ جو پیسے بچہ کے لئے دودھ خریدنے پر خرچ کرنے ہوں۔ چاہیئے کہ اُن پیسوں سے دودھ خرید کر ماں خود پی لے۔ جس سے ماں کی صحت سدھرے گی۔ اور اس کی چھاتیوں میں قدرت بچہ کے لئے مفید دودھ زیادہ پیدا کریگی۔

عورتوں کو شراب سے ضرور پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جسقدر تجربہ ڈاکٹروں نے کر کے دیکھے ہیں۔ ان سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ جو عورتیں شراب پیتی ہیں۔ ان کے بچہ یا تو اندھے یا کم عقل (کمزور دماغ) پیدا ہوتے ہیں اور شراب کا مضر اثر نسلاً بعد نسل ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ایک آدمی کو شراب کی عادت ہے۔ تو اس کی جو بیٹیاں ہونگی۔ ان کی چھاتیوں میں دُودھ کی قلت ہو گی۔ جس سے اس آدمی کی نواسوں کی ہڈیاں بالکل کمزور ہونگی۔ یہ بات بھی مشاہدے سے ثابت ہوئی۔ کہ شراب پینے والوں کے اوّل تو اولاد

ہی کم ہوتی ہے - اور جو ہوتی ہے - وہ تھوڑی ہی عمر میں مرجاتی ہے - اور اگر بچتی ہے - تو کمزور اور کم عقل ہوتی ہے - جنگ کی وجہ سے جب لوگوں کا ڈاکٹری معائنہ ہوا - تو اسقدر بے وقوف - کمزور اور بیمار لوگ نکلے کہ قوم کا دل دہل گیا - پس امریکہ کی طرح اب انگلستان میں قانوناً سرکاری طور پر تمام سکولوں اور کالجوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کا ڈاکٹری معائنہ ہوتا ہے - تاکہ قوم کو معلوم ہوتا رہے - کہ اس کی بدنی اور دماغی حالت کیسی ہے اور بچپن سے ہی جو علاج ڈاکٹری پیشہ مناسب سمجھے - وہ سرکاری خرچ پر شروع کردیا جائے - مثلاً جن کو دق کی بیماری کا خطرہ ہو یا جن کے دانت کمزور ہوں یا جن کی آنکھوں میں کوئی نقص ہو یا جنکے دماغ کمزور ہوں یا جنکے بدن پر والدین کی شراب نوشی اور بدکاری کا خراب اثر پڑا ہو - ان سب کا سرکاری خرچ پر بچپن سے ہی علاج شروع کردیا جاوے - تاکہ ہماری قوم کی صحت اور دماغی طاقت پورے پورے عروج پر پہونچ جائے - ماسوائے اس کے قوم کو ہر طرح کا علم مہیا کرنا چاہیئے - کیونکہ عالم لوگ دیدہ دانستہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں مار سکتے - افلاطون کا قول ہے - کہ لوگ ٹھیک اور نیک کاموں کے فائدے اور غلط اور بد کاموں کے بد نتائج اچھی طرح سمجھ جائیں تو وہ غلط اور بد کاموں سے پرہیز کرینگے -

بندہ ساگر چند بیرسٹر ایٹ لاء - ۱۴ کردموبل روڈ لینڈن -

نہایت مفید اور ضروری کتابیں

دفتر تالیف و اشاعت کی حسب ذیل کتابیں دینی معلومات کا ذخیرہ اور روحانی امور کا نہایت عمدہ خزانہ ہیں احباب کو چاہیئے کہ ان میں سے جو کتاب ان کے پاس نہ ہو ان سے ضرور منگوا کر پڑھیں - اور مستفیض ہوں -

پارہ اول قرآن مجید مترجم ۸؍ - حق الیقین ۸؍ - البشارۃ ۱؍ - رپورٹ محکمہ نظارت ۲؍ - منصب خلافت ۱؍ - نشان رحمت ۲؍ - نشان فضل ۱؍ - القول الصحیح ۲؍ - برکات خلافت ۴؍ - معیداد مباحثہ ۳؍ - اسلام و دیگر مذاہب ۳؍

دفتر ناظر صاحب تالیف و اشاعت قادیان سے طلب فرمائیں

ہندوستان کی خبریں

تقریب صلح پر تعطیل حضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے فیصلہ فرمایا ہے کہ ۱۳ دسمبر ۱۹۱۹ء بروز سنیچر صلح کی تقریب پر پنجاب میں عام تعطیل ہوگی - علاوہ ازیں ۱۵ اور ۱۶ دسمبر ۱۹۱۹ء کو تمام سرکاری دفاتر صلح کے جشن منانے کیواسطے بند رہینگے ؁

تحقیقاتی کمیٹی سے کانگرس کی علیحدگی چونکہ گورنمنٹ پنجاب نے عارضی طور پر ان لیڈروں کو جو آج کل جیل میں ہیں - رہا کرنے سے انکار کردیا ہے - اسواسطے کانگرس سب کمیٹی نے طویل بحث کے بعد فیصلہ کیا ہے - کہ ہم ہنٹر کمیشن کے سامنے حاضر ہونگے - اور اس کے ساتھ کارروائی میں شریک ہونگے یہ فیصلہ بذریعہ چٹھی لفٹنٹ گورنر اور لارڈ ہنٹر کو پہونچا دیا گیا ہے - عنقریب ایک باضابطہ اعلان اس کے متعلق شائع ہوگا ؁

معائنہ امرتسر (لاہور - ۱۲ - نومبر) تحقیقاتی کمیٹی کے صدر اور ممبران نے ۱۲ - نومبر امرتسر کا معائنہ کیا ؁

مدراس میں لائبریری کانفرنس لارڈ ولنگڈن نے ۱۲ نومبر کو مدراس میں آل انڈیا لائبریریز کانفرنس کے متعلق نمائش کا افتتاح کردیا ؁

امرتسر کانگرس امرتسر کانگرس کی استقبالیہ کمیٹی کا اجلاس آئندہ یکشنبہ کے روز منعقد ہوگا جس میں کانگریس کی دوسری شاخوں کی آراء متعلقہ مسئلہ صدارت پر غور کیا جاکر پریزیڈنٹ کا انتخاب کیا جائیگا ؁

حاجیوں کے لاپتہ جہاز کی واپسی حاجیوں کا جہاز بنام "نرایالی" جو عدن سے چلنے کے بعد لاپتہ ہوگیا تہا - ۱۱ - نومبر کی شب کو صحیح سلامت بمبئی پہونچ گیا - یہ جدہ سے ۲۵ - اکتوبر کو روانہ ہوا اس میں ۱۲۰۷ حاجی سوار تھے - جن کو لیکر عدن پہونچا راستہ میں ۱۲ مسافر بڑھاپے کے باعث فوت ہوگئے

کپتان خبر دیتا ہے - کہ راستے میں اُسے طوفان آمیز موسم نے گھیرے رکھا -

سرحد پر تعزیری مہم کی پیشقدمی سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے - کہ محسودوں نے گورنمنٹ ہند کی پیش کردہ شرائط منظور نہیں کیں - محسود ملکوں کے جرگہ کو جو ۳ نومبر کو ٹیرگی میں شرائط پیش کی گئی تھیں - اور ہدایت کی گئی تھی - کہ ۱۱ نومبر تک ان کی منظوری یا غیر منظوری کا جواب دیں - ملک مذکور آئے - اور جرگہ منعقد کرکے شرائط کی قبولیت سے انہوں نے بالکل انکار کردیا اس انکار کا صرف ایک ہی جواب ممکن تہا - چنانچہ تعزیری کارروائی شروع ہوگئی ہے - ۱۲ - نومبر کی صبح کو توچی کالم روانہ ہوا - اور محسود اپنے اہل وعیال کو بعجلت تمام پہاڑوں کو بھیج رہے ہیں -

ایک مسئلہ افغان شاہ دولہ نے محسودوں کو یہ یقین دلا رکہا ہے - کہ افغانستان تمہاری مدد کریگا - ممکن ہے - کہ اس قوم کے دم میں آکر وہ اپنی بربادی کی بنیاد رکھنے پر آمادہ ہوگئے ہوں - اس میں شک نہیں کہ شاہ دولہ کی تحویل میں جسقدر آدمی ہیں - ان سے وہ ان کی مدد کریگا - لیکن اس بات میں بہت شک ہے - کہ آیا شاہ دولہ کو علانیہ یا خفیہ طور پر کابل سے کچھ مدد ملیگی یا نہیں ؁

میرانشاہ کے پکٹ پر حملہ پاینیر کا نامہ نگار وزیرستان سے راوی ہے کہ ۱۱ - نومبر کو میرانشاہ سے دو میل پر ٹیشیلے کے پکٹ پر جو کوہ سیاہ کے ایک مقام پر قابض تھی طلوع آفتاب کے بعد حملہ ہوا - چند آدمیوں اور بندوقوں کا نقصان ہوا محسود ایک نالے میں چھپے ہوئے تھے - انہوں نے کمین گاہ سے حملہ کیا - انپر بھی فائر کئے گئے - مگر معلوم نہیں کہ ان کا کسقدر نقصان ہوا - ۵۵ وائلڈز رائفلز کی دو کمپنیاں اور نمبر ۳۳ پہاڑی توپخانہ کا ایک سیکشن بھیجا گیا - انہوں نے وہاں جاکر پوسٹ پر زبردست پکٹ لگا دیا - اور دشمن بالکل غائب ہوگیا ؁

پنجاب میں سکھوں کا تیسرا کالج سکھوں کا ایک شاندار کالج امرتسر میں اور دوسرا گوجرانوالہ میں ہے - اب وہ ایک نیا تیسرا کالج لائلپور میں قائم کرنیوالے ہیں ؁

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاءالاسلام قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)